خواتین کے لئے درس قرآن ڈاٹ کام کا آن لائن میگزین

PAYAM-E-HAYA

ای میگزین

پیامِ حیاء

شمارہ نمبر
52

محرم الحرام 1447ھ JULY 2025

HAZRAT
UMAR
FAROOQ (R.A)

عجب لڑی ہے جنگ بھی حسینؓ نے یزید سے
ہوا اس سے بڑھ کے جیت کیا! یزید تھا حسینؓ ہے

کوئی نہیں حسینؓ سا
حسینؓ بس حسینؓ ہے

مضامین	صفحہ نمبر
قرآن وحدیث	3
نعت (حکیم سید محمود احمد سرو سہارنپوری)	4
اداریہ: نیا سال نئی امیدیں	5
میدان کربلا میں (حضرت مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب)	6
عقاب سے قیادت اور زندگی کے اصول (مفتی عبدالرحمن سعید)	9
محرم الحرام: صبر واستقامت کی تربیت گاہ (فاطمہ سعید الرحمن)	11
محرم الحرام کی رسومات (ابو محمد)	12
کربلا کیا ہے؟ (ظہرین حسنین)	13
خلیفہ دوم عمر فاروقؓ (علینہ ثمرین عینی)	14
محرم الحرام (سعدیہ اجمل شیخوپورہ)	15
اسلام میں انسانی نفسیات کے موضوعات (عذرا خالد)	16
زندگی ایک دوڑ بن گئی ہے آخر کیوں؟ (ڈاکٹر مدیحہ)	18
خواتین کے مسائل (دارالافتاء الاخلاص)	20
نظم: صاحب رائے عمر فاروقؓ (فائق ترابی)	22
تبصرے	23
ذکر حسنین کریمینؓ (ام رومان)	24
سیرت زینبؓ بنت علیؓ (فرزانہ خورشید)	25
بچوں کی چھٹیاں والدین کے لئے آزمائش نہیں بلکہ سنہری موقع (کلثوم فہیم جرمنی)	27
نظم (مولانا حفیظ جالندھری)	29
مینگو ریسپی (عائشہ صدیقہ)	30

Published at
www.Darsequran.com

پیام حیاء ٹیم

مدیر اعلیٰ: مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب
نائب مدیر: مفتی عبدالرحمن سعید
ایڈمن وایڈیٹر: فاطمہ سعید الرحمن
معاونات: سیمار ضوان۔ ناجیہ شعیب احمد۔ عذرا خالد

کلام الٰهی

حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ مہینے ہے۔ جو اللہ کی کتاب :
(یعنی لوح محفوظ) کے مطابق اس دن سے نافذ چلی آتی ہے جس دن اللہ نے آسمانوں
اور زمین کو پیدا کیا تھا۔ ان (بارہ مہینوں) میں سے چار حرمت والے مہینے ہیں، یہی دین
(کا) سیدھا سادہ (تقاضا) ہے، لہذا ان مہینوں کے معاملے میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو،
اور تم سب ملکر مشرکوں سے اسی طرح لڑو جیسے وہ سب تم سے لڑتے ہیں، اور یقین
رکھو کہ اللہ متقی لوگوں کے ساتھ ہے۔

(توبہ : ٣٦)

کلام نبوی ﷺ

ابو هریرہ رضي اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول کریم ﷺ نے فرمایا:
رمضان المبارک کے بعد افضل ترین روزے اللہ تعال کے مہینہ
محرم الحرام کے روزے ہیں

(صحیح مسلم : ١٩٨٢)

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جہاں کہیں بھی اجالا دکھائی دیتا ہے
تمہارا نقشِ کفِ پا دکھائی دیتا ہے

یہ سارا عالم امکاں تمہارے سامنے ہے
تمہیں کہو کوئی تم سا دکھائی دیتا ہے

عروج سرحد روح الامیں سے بھی آگے
براق آپ کا بڑھتا دکھائی دیتا ہے

فرازِ عرش پہ ایوانِ ذاتِ وحدت میں
تمہارے نور کا ہالہ دکھائی دیتا ہے

جہاں پہ ممکن وامکاں کا کوئی دخل نہیں
وہاں بھی جلوہ تمہارا دکھائی دیتا ہے

اس اک نگاہ کی وسعت پہ دو جہاں صدقے
جسے خدا شبِ اسری دکھائی دیتا ہے

نہ اس جمال الٰہی کا ہے مثیل و نظیر
نہ تم سا کوئی دیکھنے والا دکھائی دیتا ہے

بھٹک گیا ہے اندھیروں میں کاروانِ حجاز
نہ راہبر ہے نہ رستہ دکھائی دیتا ہے

کوئی پناہ کی صورت نظر نہیں آتی
اک آپ ہی کا سہارا دکھائی دیتا ہے

اسی امید پر جیتے ہیں دیکھیے کب تک
دیارِ خواجہ بطحا دکھائی دیتا ہے

ملا ہے جب سے مجھے سرو ذوقِ نعتِ رسول
مقدر اپنا چمکتا دکھائی دیتا ہے

(حکیم سید محمود احمد سرو سہارنپوری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ
نیا سال، نئی امیدیں

محترم قاریاتِ کرام!

سال کا پہلا مہینہ "محرم الحرام" ہمیں یہ پیغام دیتا ہے کہ ہر ابتدا برکتوں سے سجی ہوتی ہے۔ جس طرح یہ مقدس مہینہ صبر واستقامت کی داستان لے کر آتا ہے، اسی طرح ہمیں بھی اپنی روزمرہ زندگی کے معمولات کو قیمتی بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

آج کی خاتون کئی کرداروں میں اپنی صلاحیتیں نکھار رہی ہے:

۱) گھر کی منتظمہ کے طور پر۔ ۲) بچوں کی اولین معلمہ بن کر۔ ۳) شوہر کی ساتھی اور مددگار کے روپ میں۔

لیکن ہم آپ سے یہ بھی کہنا چاہتی ہیں کہ اپنی ذات کے لیے بھی وقت نکالیے۔ کوئی نیا ہنر سیکھیے جو آپ کے لیے کسبِ حلال کا ذریعہ بن سکے۔ اگر آپ تعلیم یافتہ ہیں تو اپنے گھر کو ہفتہ میں ایک دن "درسگاہ" بنالیجیے جہاں آپ دیگر خواتین کو بنیادی تعلیم سے روشناس کرا سکیں۔

گزشتہ سال کا احسان مندانہ شکریہ:

ہم اپنی پیاری قاریات اور لکھنے والی بہنوں کا دلی شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے:

- ★ اپنے قلم کے جوہر سے رسالے کو سنوارا۔ ★ مضامین، کہانیوں اور تجربات سے صفحات کو رونق بخشی۔
- ★ رسالہ پڑھنے، پسند کرنے اور شیئر کرنے میں گرمجوشی دکھائی۔

آپ کی یہی محبت "پیام حیاء ای میگزین" کو معروف و مقبول بنانے کا سبب ہے۔ نئے سال میں ہم آپ سے مزید بہتر مواد کی توقع رکھتے ہیں۔ اپنے خیالات، تجربات اور تحریریں ہمارے ساتھ ضرور شیئر کیجیے۔

والسلام

فاطمہ سعید الرحمن (ایڈیٹر: پیام حیاء ای میگزین)

میدانِ کربلا

مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب

عبیداللہ بن زیاد چاہتا تو قافلہ حسینی کو شام کی طرف جانے دیتا مگر اس نے ضد اور غرور کی بناء پر قافلے کو کربلا میں رکوا کر اصرار کیا کہ حضرت حسینؓ یہیں گرفتاری دے کر اس کے پاس کوفہ حاضر ہوں۔ اس نے جس طرح مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ کو مجبور اور لاچار بنا کر قتل کیا تھا اسی قسم کا سلوک وہ حضرت حسینؓ کے ساتھ بھی کرنے کی ٹھانے ہوا تھا۔ تاکہ لوگ حکومت سے خائف رہیں۔

یہی وجہ تھی کہ اس نے شروع سے سرحدی سپاہ کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ قافلہ حسینی کو حراست میں لے کر سیدھا کوفہ لے آئیں مگر اب حضرت حسینؓ دمشق کا رخ کر چکے تھے اور کوفہ کی فوج کا افسر حر بن یزید طبعی نرمی اور شرافت کی وجہ سے اب تک آپ کو گرفتار کرنے سے گریزاں تھا۔

اس صورت حال سے ابن زیاد سٹپٹا گیا۔ اس نے عمر بن سعد کو "رَے" (تہران) کی صوبہ داری کے وعدے کے ساتھ یہ مہم سونپ دی کہ وہ جا کر حضرت حسینؓ سے نمٹ لے، یعنی انہیں کسی امان کے وعدے کے بغیر غیر مشروط طور پر گرفتار کر کے کوفہ لے آئے اور اگر وہ خود کو حوالے نہ کریں تو انہیں قتل کر دے۔ عمر بن سعد نے رات بھر کی مہلت مانگی اور رات بھر سوچتا رہا۔ صبح آکر اس نے آمادگی ظاہر کی اور لشکر لے کر نکل پڑا جو چار ہزار سپاہیوں پر مشتمل تھا۔

آخر اس کے ہراول دستوں نے اس وقت قافلہ اہلِ بیت کو جا لیا جب وہ کوفہ سے تقریباً ۴۵ میل دور "الطف" کے میدان کربلا کے قریب سے گزر رہا تھا۔ یہیں قافلے کو گھیر لیا گیا۔ حضرت حسینؓ نے قافلے کو گھرتا دیکھ کر اس جگہ کا نام پوچھا تو بتایا گیا: کربلاء" آپؓ کی زبان سے بے ساختہ نکلا: **نبی ﷺ نے سچ فرمایا تھا: یہ ارض کرب و بلاء ہے۔ یعنی آپؓ کو فرمان نبوی ﷺ کی بناء پر اس جگہ اپنی شہادت کا یقین ہو گیا تھا۔**

یہاں حضرت حسینؓ کی افسران فوج: عمر بن سعد، شمر بن ذی الجوشن اور حصین بن نمیر سے بات چیت ہوئی۔

آپؓ اپنی شہادت کا مقام آنکھوں کے سامنے دیکھنے کے باوجود اُمت کے خیر خواہ تھے اور ان لوگوں کو بد بختی کی انتہاء سے بچانا چاہتے تھے، لہٰذا آپ نے ان کے سامنے تین صورتیں رکھیں: جہاں سے آیا ہوں وہیں واپس جانے دیا جائے۔ یزید سے ملاقات کا موقع دیا جائے۔ کسی سرحد کی طرف نکل جانے دیا جائے۔

عمر بن سعد مان گیا۔ اس نے ابن زیاد کو اطلاع دی مگر اس نے انکار کر دیا اور حکم دیا کہ حسینؓ سے غیر مشروط طور پر بیعت لو۔ یہ بات آپؓ کے مشن اور غیرت کے خلاف تھی۔ آپؓ نے فرمایا: **"واللہ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔"**

بات چیت ختم ہو جانے کے بعد بھی عمر بن سعد جنگ کو ٹالنا چاہتا تھا مگر عبید اللہ بن زیاد کوفہ میں بیٹھ کر پل پل کی خبریں لے رہا تھا۔ اس نے جویریہ بن بدر تمیمی کو یہ حکم دے کر بھیج دیا کہ عمر بن سعد کو کہو فوراً حسینؓ اور ان کے ساتھیوں سے لڑائی شروع کرے ورنہ اس کی گردن اڑا دی جائے گی۔ عمر بن سعد نے یہ دھمکی سنی تو جلدی جلدی ہتھیار پہنے اور جنگ شروع کرنے کا اعلان کر دیا۔ عمر بن سعد کی فوج کے ایک شخص عمرو بن خالد طھوی نے حضرت حسینؓ پر تیر چلایا۔ یہ گویا جنگ کا پیش خیمہ تھا۔ تیر آپ کے دونوں شانوں کے درمیان جبے میں پیوست ہو گیا۔

اس دوران کوفہ کی گھڑ سوار فوج کے سالار حر بن یزید کا ضمیر جاگ اٹھا۔ فوج کو جنگ پر تیار دیکھ کر اس نے دیگر افسران کو ملامت کرتے ہوئے کہا: کیا تم حسینؓ کی درخواست قبول نہیں کرو گے؟ اللہ کی قسم! اگر ایسی درخواست ترکستان اور دیلم کے کفار بھی تم سے کرتے تو اسے مسترد کرنا جائز نہ ہوتا۔ مگر ان افسران پر کوئی اثر نہ ہوا۔ تب حُر نے اپنے گھوڑے کا رخ پھیرا اور حضرت حسینؓ کے ساتھ شامل ہو گیا۔ اس وقت حضرت حسینؓ کے ساتھ سو (۱۰۰) کے قریب افراد تھے۔ ان میں حضرت علیؓ کے پانچ بیٹے اور بنو ہاشم کے سولہ افراد تھے۔ عمر بن سعد کے سپاہی تلواریں سونتے تیار تھے۔ اس نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ آگے بڑھیں اور حضرت حسینؓ اور ان کے ساتھیوں سے جنگ کریں۔ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے کہ سب سے پہلے قافلہ بنو ہاشم کی خیمہ گاہ پر نیزہ لے کر حملہ کرنے والا یہی عمر بن سعد تھا۔ اس کے بعد عام لڑائی شروع ہو گئی۔

آخر کار اس خونریز لڑائی میں سرکاری افواج کے ہاتھوں حضرت حسینؓ کے تمام ساتھی قتل ہو گئے۔ ان میں دس سے زیادہ نوجوان ان کے گھر کے تھے۔ ایک تیر آکر حضرت حسینؓ کے اس معصوم بچے کو لگا جو ان کی گود میں تھا۔ حسینؓ اس کا خون پونچھتے جاتے اور کہتے جاتے: **"اے اللہ ہمارے اور ان کے درمیان تو ہی انصاف کر، انہوں نے ہمیں اس لیے بلایا کہ ہماری مدد کریں اور اب یہ ہم لوگوں کو قتل کر رہے ہیں۔"**

حضرت حسینؓ کو یقین تھا کہ یہ لوگ نہ صرف انہیں قتل کر کے رہیں گے بلکہ انہیں بے لباس کرنے میں بھی

توقف نہیں کریں گے۔آپ نے گھر والوں سے کہا: "مجھے ایسا معمولی کپڑا دے دو جسے چھینا کوئی پسند نہ کرے۔اسے میں لباس کے نیچے پہن لوں گا کہ کہیں میں عریاں نہ کر دیا جاؤں۔"

خواتین نے ایک پرانی چادر دے دی، آپ نے اسے پھاڑ کر لباس کے نیچے پہن لیا۔ پھر تلوار لے کر نکلے۔ کچھ دیر کشت و خون کا ہنگامہ برپا رہا۔ آخر کار حضرت حسینؓ بڑی دلیری سے لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ قاتلوں نے اس چادر کے سوا آپ کے باقی کپڑے اتار لیے اور سر مبارک کو تن سے جدا کر دیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

معرکہ کربلا میں حضرت حسینؓ کے ساتھ ۷۲ افراد شہید ہوئے جن کے سر قلم کر دیے گئے۔ان میں سے ۱۸ افراد بنو ہاشم کے تھے۔ عمر بن سعد کی فوج کے ۸۸ آدمی مارے گئے تھے۔ قاتل سنان بن انس، حضرت حسینؓ کا کٹا ہوا سر لے کر کوفہ کے قصر امارت پہنچا اور عبیداللہ بن زیاد کو خوشخبری دیتے ہوئے یہ فخریہ اشعار پڑھے:

أَوْ قِرْ رِكَابِيْ فِضَةً وَذَهَبًا ... فَإِنِّيْ قَتَلْتُ الْمَلِكَ الْمُحَجَبَا

میرے اونٹوں کو سونے چاندی سے بھر دے، کہ میں نے اس بادشاہ کو قتل کر ڈالا جو پردے میں رہتا تھا۔"

قَتَلْتُ خَيْرَ النَّاسِ أُمًّا وَأَبًا ... وَخَيْرَهُمْ إِنْ يُنْسَبُوْنَ نَسَبًا

میں نے دنیا کے بہترین والدین کی اولاد کو قتل کیا، جو نام و نسب کے شمار کے وقت سب سے اعلیٰ شمار ہوتا تھا۔

سر مبارک کو ایک طشت میں رکھ کر عبیداللہ بن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا۔ حضرت حسینؓ کے بالوں میں خضاب لگا ہوا تھا۔سنگ دل ابن زیاد نے چھڑی سے ان کے بالوں کو کریدتے ہوئے کہا: "دیکھو! ابو عبداللہ کے بالوں میں سفیدی آ گئی۔ پھر چھڑی کو ہونٹوں پر رکھ کر طنزیہ انداز میں کہا: "دہن تو بڑا خوبصورت ہے۔"

اس وقت کوفہ کے بزرگ اور شرفاء مجلس میں موجود تھے۔ان میں حضرت انس بن مالکؓ بھی تھے۔ وہ بول اٹھے: "واللہ میں نے رسول ﷺ کو یہاں بوسے دیتے دیکھا ہے جہاں تم نے چھڑی رکھی ہے۔

قافلے میں شامل خانوادہ اہل بیت کے تمام مرد شہید کر دیے گئے تھے۔ صرف حضرت حسینؓ کے بیٹے علی بن حسینؒ (جو زین العابدین کے لقب سے مشہور ہوئے) اس لیے زندہ رہ گئے تھے کہ وہ بیمار تھے اور لڑائی کے لیے خیمے سے باہر نہیں نکل سکے تھے۔ جب وہ قافلے کی خواتین کے ساتھ کوفہ پہنچے تو ابن زیاد نے سپاہیوں کو حکم دیا: "اسے تو بھی قتل کر دو۔" ان کی پھوپھی زینب بنت علی بڑی جرات مند خاتون تھیں۔ وہ زین العابدینؒ سے لپٹ گئیں اور بولیں: "جب تک مجھے قتل نہ کر دو، اسے نہیں مار سکتے۔" عبیداللہ بن زیاد نرم پڑ گیا اور انہیں چھوڑ دیا۔ پھر اس نے قافلہ حسینی کا سامان سفر تیار کر کے انہیں یزید کے پاس دمشق بھیج دیا۔ قافلہ حسینی کچھ دنوں تک یزید کے ہاں رہا۔اس نے بھی اس سانحے پر افسوس کا اظہار کیا اور کچھ دنوں بعد اہل بیت کی مدینہ منورہ واپسی کا انتظام کر دیا۔

عقاب سے قیادت اور زندگی کے اصول

مفتی عبدالرحمن سعید

اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق ایک پیغام رکھتی ہے۔

زمین و آسمان، پہاڑ، دریا، ہوا اور پرندے سب انسان کے لیے نشانیاں اور سبق ہیں۔

انسان کو چاہیے کہ کائنات کی نشانیوں سے سیکھے، کیونکہ یہ سبق دینے والی قدرت کی زبانی تعلیم ہے۔ انہی نشانیوں میں سے ایک پرندہ عقاب ہے جو اپنے انداز، پرواز، حوصلے اور فطرت میں بے مثال ہے۔ عقاب صرف ایک پرندہ نہیں بلکہ ایک زندہ درسگاہ ہے، جو قیادت، خودداری، تبدیلی، ہمت، اور ترقی کے اصول سکھاتا ہے۔

یہ تحریر عقاب کی فطری عادات کے ذریعے ہمیں وہ چھ رہنما اصول سکھاتی ہے جنہیں اگر ہم زندگی میں اپنالیں، تو ہماری شخصیت، قیادت، اور طرزِ حیات میں انقلابی تبدیلی آسکتی ہے۔

1. بلند پروازی اور اعلیٰ صحبت

عقاب کبھی جُھنڈ میں نہیں اُڑتا۔ وہ تنہا پرواز کرتا ہے، اور ہمیشہ بلند فضاؤں میں رہتا ہے۔ وہ کوّوں، چڑیوں اور چھوٹے پرندوں کے ساتھ اُڑنے کے بجائے اُن سے بلند سطح پر اُڑان بھرنے کو ترجیح دیتا ہے۔

جو لوگ چھوٹی سوچ رکھتے ہیں، تنقید اور حسد میں مبتلا ہیں، اُن کے ساتھ وقت گزارنا انسان کو نیچے لے جاتا ہے۔ اگر آپ کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو اعلیٰ سوچ رکھنے والے لوگوں کی صحبت اختیار کریں۔

صحبتِ صالح، صالح کند صحبتِ طالح، طالح کند۔

"آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، پس تم میں سے ہر ایک کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس کو دوست بناتا ہے۔" (سنن ابی داود: 4833)

2. واضح وژن اور مقصد پر فوکس

عقاب 5 کلومیٹر دور سے بھی شکار کو دیکھ لیتا ہے، اور جب وہ کسی ہدف پر نظر جمالیتا ہے تو جب تک وہ اسے پا نہ لے، اپنی توجہ نہیں ہٹاتا۔

زندگی میں واضح مقصد اور دھیان نہ ہو تو انسان بھٹکتا رہتا ہے۔ دنیا کی الجھنیں، لوگ، رکاوٹیں، مخالفتیں یہ سب تو آئیں گی، لیکن وہی کامیاب ہوتا ہے جو منزل پر نگاہ رکھتا ہے۔

"اور جو اللہ پر بھروسا کرے، تو وہی اس کے لیے کافی ہے۔" (سورہ الطلاق، آیت 3)

3. تازگی اور ترقی پسندی

عقاب کبھی مردہ شکار نہیں کھاتا۔ وہ صرف تازہ خوراک پر زندہ رہتا ہے۔ یہ اس کے وقار اور اصول پسندی کا مظہر ہے۔

ہم میں سے بہت سے لوگ اپنی ماضی کی کامیابیوں پر جیتے ہیں، اور پھر رک جاتے ہیں۔ لیکن زندگی جمود کو نہیں، حرکت کو پسند کرتی ہے۔ ہمیں ہر دن ایک نئے جذبے، نئی سوچ، اور نئی کاوش کے ساتھ جینا چاہیے۔ ماضی کی کامیابیاں صرف سبق ہیں، وہ زندگی نہیں۔

"آنے والا کل، اُس شخص کے لیے بہتر ہوگا جو آج اپنی حد سے آگے بڑھنے کی ہمت رکھتا ہے۔"

4. طوفان سے لڑنے کے بجائے فائدہ اٹھانا

جب آسمان پر طوفان آتا ہے تو زیادہ تر پرندے چھپ جاتے ہیں۔ مگر عقاب طوفانی ہواؤں کا سامنا خوشی سے کرتا ہے، اور انہیں اپنی پرواز بلند کرنے کے لیے استعمال کرتا ہے۔

مشکل وقت ہر ایک کی زندگی میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آزمائش سے مومن کو اُبھارتا ہے۔ لیکن جو شخص مشکل کو دشمن سمجھ کر پیچھے ہٹ جاتا ہے، وہ کبھی نہیں اُڑ سکتا۔ مشکل وقت آپ کی آزمائش بھی ہے، موقع بھی۔ اسے اپنی ترقی کا زینہ بنائیں۔ "بے شک ہر تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔" (سورہ الشرح، آیت 6)

5. کمفرٹ زون چھوڑنا ضروری ہے۔

عقاب اپنے بچوں کے گھونسلے سے نرم شاخیں اور گھاس ہٹا دیتا ہے تاکہ اُنہیں تکلیف ہو، اور وہ اُڑنے کی کوشش کریں۔

اگر ہم ہمیشہ آرام دہ زندگی، سستی، تن آسانی، اور محفوظ زون میں رہنا پسند کریں گے تو ہم کبھی ترقی نہیں کریں گے۔

6. خود احتسابی، تجدید، اور قربانی

جب عقاب بوڑھا ہو جاتا ہے تو اس کے پنکھ، چونچ اور پنجے کمزور ہو جاتے ہیں۔ وہ ایک پہاڑی خلوت میں جا کر خود کو اذیت ناک تبدیلی کے عمل سے گزارتا ہے۔ پر نوچتا ہے، چونچ توڑتا ہے، پنجے گھساتا ہے، تاکہ نیا جنم لے سکے۔

زندگی میں ایسا وقت آتا ہے جب ہمیں اپنی پرانی عادتوں، ناکام رویّوں، اور بے مقصد تعلقات کو توڑنا پڑتا ہے۔ یہ عمل تکلیف دہ ہوتا ہے، لیکن نئی زندگی کے لیے پرانے خول سے نکلنا ضروری ہے۔ "جس کے دو دن ایک جیسے ہوں، وہ نقصان میں ہے۔" (مشکوۃ: 96)

عقاب ہمیں سکھاتا ہے کہ: کامیابی تنہا سفر ہے، لیکن پر عزم لوگوں کی صحبت ضروری ہے۔ بصیرت، فوکس، اور وژن کے بغیر کوئی بلندی حاصل نہیں ہو سکتی۔ زندگی حرکت اور تازگی کا نام ہے، رک جانا موت ہے۔ مشکلات نعمت ہیں اگر ہم اُنہیں فہم سے دیکھیں۔ سہولت پسندی ترقی کی دشمن ہے۔

تبدیلی، قربانی، اور خود احتسابی نئی زندگی کی کنجی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم بھی اپنے اندر کے "عقاب" کو بیدار کریں۔

زندگی کے جھمیلوں، حسرتوں، رکاوٹوں اور زخموں سے نہ گھبرائیں، بلکہ انہیں نئی پرواز کے لیے سیڑھی بنائیں۔

محرم الحرام
صبر و استقامت کی تربیت گاہ

فاطمہ سعید الرحمن

ساجدہ صبح سے ہی گھر کے کاموں میں الجھی ہوئی تھیں۔ بچوں کو اسکول کے لئے تیار کرنا، ناشتہ بنانا، شوہر کے دفتر کا لنچ پیک کرنا۔ ابھی سانس لینے بھی نہ پائی تھیں کہ ساس نے آواز دی: "بیٹا، آج دوپہر کو مہمان آرہے ہیں، اور میں نے خالہ کو بھی بلایا ہے۔"

ساجدہ کے ہاتھ سے کپڑے کا ٹکڑا گر گیا جو وہ استری کر رہی تھیں۔ دل میں خیال آیا: "ابھی گروسری بھی تو منگوانی ہے، گھر میں کچھ خاص پکوان کے لیے سامان بھی نہیں۔" آنکھوں کے سامنے ماہ محرم میں پیش آنے والی قربانیاں نظر آئی۔ کانوں میں حضرت حسینؓ کی آخری وصیت گونجی: "اگر دین نہیں بچ سکتا تو پھر زندگی بے کار ہے۔"

وہ کچن میں کھڑی ہوئیں۔ ہاتھ میں چمچ تھامے، دل میں عزم۔ "آج میری آزمائش ہے۔" انہوں نے سب سے پہلے اپنی ساس سے کہا: "جی اماں جان، میں انتظام کر لوں گی۔" پھر اپنی مہمان کو فون کیا: "آج رات کا کھانا ہمارے ساتھ کھانا، میں تیاری کر لیتی ہوں۔"

بچوں کو پیار سے سمجھایا: "آج تم اپنا ہوم ورک خود کر لو، امی بہت مصروف ہیں۔"

شام تک ساجدہ نے جو کچھ کیا، وہ کوئی معجزہ کم نہ تھا۔ فریج میں پڑے باقی سبزیوں کو نئے انداز میں تراش کر سلاد اور سبزی بنائی۔ قربانی کا گوشت مصالحوں میں لپیٹ کر کئی نئی ڈش تیار کی۔ گھر کے کونے کھدرے کو جھاڑ پونچھ کر ایسے سجایا کہ مہمانوں نے تعریف کیے بنا نہ رہ سکے۔

رات جب سب چلے گئے، شوہر نے حیرت سے پوچھا: "آج تم نے یہ سب کیسے سنبھال لیا؟" ساجدہ نے مسکراتے ہوئے کہا: "محرم کا سبق ہے۔ حضرت حسینؓ نے تو میدان کربلا میں اپنے پیاروں کی لاشوں کے درمیان بھی صبر کا دامن نہیں چھوڑا تھا۔ میں نے تو بس گھر کے چند چھوٹے موٹے کام نبھائے ہیں۔"

اس رات ساجدہ نے محسوس کیا کہ صبر کا مطلب خاموشی سے سب کچھ سہتے جانا نہیں، بلکہ حالات کو سمجھداری سے سنبھالنا ہے۔ رشتوں کو تلخ کلامی سے بچانا ہے۔ اپنی ذات کی خواہشوں کو پیچھے چھوڑ دینا ہے۔

بقیہ صفحہ ۱۳ پر

محرم کی رسومات

ابو محمد

محرم الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے، اور اس مہینے کی اہمیت بالخصوص حضرت حسینؓ کی قربانی کی وجہ سے بہت بڑھ جاتی ہے۔ اس مہینے میں کربلا کے واقعات کو یاد کرنے کے لیے مختلف جگہوں پر مختلف رسومات انجام دی جاتی ہیں۔ ان میں سے کچھ رسومات شریعت کے مطابق ہیں، جبکہ کچھ ایسی ہیں جنہیں دینِ اسلام نے نہ صرف منع کیا ہے بلکہ بدعت یا گناہ بھی قرار دیا ہے۔

شرعی رسومات:

اجتماعات: جن میں امام حسینؓ کی قربانی، صبر، شجاعت اور دین پر استقامت کے واقعات بیان کیے جاتے ہیں۔ یہ علمی اور روحانی فائدے کا ذریعہ ہیں اگر ان میں کوئی خلافِ شرع بات نہ کی جائے۔

نیک اعمال کی ترغیب: جیسے روزہ رکھنا (خاص طور پر 9 اور 10 محرم کو)، صدقہ دینا، اور قرآن کی تلاوت کرنا۔

نیاز یا سبیل: لوگوں کو پانی یا کھانے کی سبیل دینا، جو ایصالِ ثواب کی نیت سے ہو اور دکھاوے یا عقیدت میں غلو کے بغیر ہو۔

غیر شرعی رسومات

سینہ زنی اور زنجیر زنی: اپنے جسم کو اذیت دینا، خون نکالنا، یا خود کو زخمی کرنا اسلام میں جائز نہیں۔ یہ اعمال نہ نبی کریم ﷺ نے کیے اور نہ صحابہ کرامؓ نے، بلکہ قرآن و حدیث کے مطابق خود کو تکلیف دینا حرام ہے۔

تعزیہ اور شبیہ ذوالجناح کی عبادت جیسا رویہ: بعض لوگ تعزیہ یا گھوڑے (شبیہ ذوالجناح) کو ایسے انداز میں سجاتے اور ان کے سامنے جھکتے یا چڑھاوے چڑھاتے ہیں جیسے وہ کوئی مقدس چیز ہو۔ یہ عمل توہینِ توحید کے زمرے میں آتا ہے۔

عورتوں کا بے پردہ ماتمی جلوسوں میں شریک ہونا: شریعت عورتوں کو پردے کا حکم دیتی ہے۔ محرم کے نام پر بے پردگی یا غیر مردوں کے سامنے آنا جائز نہیں۔

خرافات اور بدعات: بعض علاقوں میں محرم کے دن سوگ کے طور پر چولہا نہ جلانا، کالے کپڑے پہننا، شادی بیاہ کو مہینے بھر کے لیے حرام سمجھنا، یا راتوں کو تعزیوں کے گرد چکر لگانا وغیرہ بدعت ہیں۔ شریعت نے ان کی کوئی اجازت نہیں دی۔

محرم الحرام ہمیں صبر، قربانی، عدل اور حق کی پیروی کا درس دیتا ہے۔ ہمیں اس مہینے میں ان اعمال سے اجتناب کرنا چاہیے جو دین میں شامل نہیں کیے گئے بلکہ ثقافت یا جذبات کے تحت اپنائے گئے ہیں۔ اصل نیکی وہی ہے جو شریعت کے مطابق ہو، اور ہر وہ عمل جو سنتِ نبویؐ کے خلاف ہو، وہ ناقابل قبول ہے

بقیہ صفحہ ۱۱ کا

یہ کہانی ہر اس خاتون کے لیے ہے جو گھر کی چار دیواری میں روزانہ صبر کے نئے معنی دریافت کرتی ہے۔ جو بچوں کی فرمائشوں، شوہر کی مصروفیات، ساس سسر کی توقعات کے درمیان اپنے ایمان کو سنوارتی ہے۔ محرم کا پیغام یہی تو ہے کہ ہر عورت اپنے گھر میں ایک چھوٹی سی زینبؑ بن سکتی ہے، جو مشکل حالات میں بھی حق کی بات کرنا جانتی ہو۔

آج کے دور میں جب رشتے کمزور پڑ رہے ہیں، جب ہر چھوٹی سی بات پر طلاق کے کیسز بڑھ رہے ہیں، حضرت حسینؑ کا یہ سبق ہمیں سکھاتا ہے کہ صبر محض برداشت کرنے کا نام نہیں، بلکہ حالات کو حکمت سے بدلنے کا ہنر ہے۔ ہر شادی شدہ خاتون کے لیے یہی حقیقی عزت داری ہے کہ وہ اپنے گھر کو محبت اور صبر کی مثال بنا دے۔

کربلا کیا ہے!

ظہیرن حسنین

بات تو صرف ہدایت یا توفیق کی ہوتی ہے۔ پھر چاہے کربلا کا میدان ہو یا کسی گھر کا! ایمان کے ہوتے ہوئے بھی بے ایمانی کرنا، قسمیں کھا کھا کر جھوٹ بولنا، دل میں بغض و کینہ رکھ کے محبت جتانا، اپنے عہدے کا ناجائز فائدہ اٹھانا۔ یہ ایسے ناسور ہیں جو نہ صرف ہماری شخصیت کو دیمک کی طرح چاٹ رہے ہوتے ہیں بلکہ آس پاس کے افراد بھی اس کے اثرات کی لپیٹ میں آرہے ہوتے ہیں۔

تاریخ کی طرف نظر دوڑائی جائے۔ محرم الحرام کا تذکرہ کیا جائے تو کربلا کا ذکر ضرور آتا ہے۔ کربلا کیا ہے؟ اگر دنیاوی نگاہ سے دیکھا جائے تو ایک دھوکہ ہے، ایک فریب ہے، جو وفا کے نام پر دیا گیا۔ ایسی بے وفائی کہ کوفی مزاج لوگوں سے رہتی دنیا تک ہر کوئی پناہ مانگتا ہے۔ کربلا کیا ہے؟ اگر دینوی نگاہ سے دیکھا جائے تو حق و باطل کی جنگ ہے، ظالم و مظلوم کا مکالمہ ہے، آزمائش و عبرت کی اعلیٰ مثال ہے جو تا قیامت دلوں میں پیوستہ رہے گی۔

المختصر یہ کہ آپ کا نیک ہونا اس بات کی ضمانت نہیں کہ آپ جنتی ہیں اور نہ ہی بد ہونا جہنمی قرار دیا جائے گا بلکہ یہ تو رب العزت کی عطا ہے۔ وہ مال سے، ایمان سے، رزق سے، اولاد سے، اور عزت سے آزماتا ہے۔ پس! جو ثابت قدم رہتے ہیں، پھر ان کو دونوں جہاں کی نعمتوں سے نوازا جاتا ہے۔

نواسۂ رسول ﷺ عالی مقام حضرت حسینؑ کی قربانیاں بھی ہمیں یہی درس دیتی ہیں کہ ہمیں اپنے کردار میں عاجزی اور شخصیت میں اعلیٰ اخلاق کو پروان چڑھانا چاہیے۔ اگر ہمارے دین کو خطرہ ہو تو ہمیں اپنے حوصلوں کو بلند رکھ کر حق پر ڈٹ جانا چاہیے اور نتیجہ اللہ پر چھوڑ دینا چاہیے تاکہ آنے والی نسلیں ہمیں اچھے ناموں سے یاد رکھیں اور بروزِ محشر ہم نیک بندوں میں اٹھائے جائیں۔ آمین!

علینہ ثمرین عینی

حضرت عمر بن خطاب مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ اور حضور ﷺ کے محبوب صحابی ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب وہ ہیں جن کو حضور ﷺ نے اپنی دعاؤں میں مانگا۔ حضرت عمر بن خطاب سے شیطان بھی ڈر جاتا۔ یکم محرم الحرام حضرت عمر فاروق کی شہادت کا دن ہے۔

حضرت عمر بن خطاب سفر حج سے واپس آرہے تھے کہ راستے میں کنکروں کا بستر بنا کر لیٹ گئے، حضرت عمر فاروق لیٹ کر چاند کی طرف دیکھنے لگے، چاند کو دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی کہ الٰہی! مجھے بھی اس چاند کی طرح مختلف ادوار سے گزرنا پڑا ہے اب میں پوری دنیا کو عدل وانصاف کی روشنی دینے کے محسوس کرتا ہوں کہ میں اب ضعیف ہو گیا ہوں اب میں بار خلافت کا متحمل نہیں، الٰہی میں تیرا عاجز بندہ ہوں مجھے اپنے رفقاء کے ساتھ مسکن عطا فرمادے۔

دعائے فاروق اعظم: ترجمہ: اے اللہ! میں تیرے رستے میں شہادت پانے کا سوال کرتا ہوں اور تیرے حبیب کے شہر میں موت چاہتا ہوں۔

دعا منظور ہو گئی۔ سیدنا فاروق اعظم نے اپنے لیے جو دعا مانگی تھی وہ قبول ہو گئی۔ سیدنا فاروق اعظم نماز خود پڑھایا کرتے، قاتل کو معلوم ہوا کے اسلامی ریاست کے سربراہ کے لیے امامت خطابت سرانجام دینا بھی اتنا ہی اہم ہے جتنا اسلامی مملکت کے دوسرے فرائض سر انجام دینا۔

آخر کو وہ دن آن پہنچا، حضرت عمر فاروق نماز پڑھانے کے لئے تشریف لائے، مکبر نے تکبیر کہی اور آپ نے حسب معمول صفیں درست کرا کے اللہ اکبر پکار کے امامت شروع کروادی۔

ابو لولو مجوسی (قاتل) جو آپ کے عقب میں بظاہر نماز پڑھنے کھڑا ہوا تھا، لیکن دراصل وہ اس مذموم مقصد کے لیے تیار ہو کر آیا تھا کے حضرت عمر جونہی نماز شروع کروائیں گے پیچھے سے خنجر کے در پے آپ کو شہید کر دے گا۔ اس مقصد کے لیے وہ زہر میں بجھا ہوا تیز دھار خنجر بھی چھپا کر لایا ہوا تھا۔

حضرت عمر فاروق نے اس حالت میں بھی نماز جاری رکھنے کا حکم دیا۔ حضرت عمر فاروق کی معلوم ہوا کہ وہ اب زیادہ دیر تک اس دنیا فانی میں نہیں رہ پائے گے تو انہوں نے حضرت عائشہ کو کسی کے ہاتھ پیغام بھجوایا: فرمایا اگر آپ کی اجازت ہو تو میں نبی کریم ﷺ کے پہلو میں مدفن چاہتا ہوں۔ حضرت عائشہ نے درخواست منظور کر لی اور حضرت عمر کو حضورِ اقدس ﷺ کے قدموں میں دفن کیا گیا۔

محرم الحرام

سعدیہ اجمل شیخوپورہ

محرم کے معنی محترم اور معزز کے آتے ہیں۔

ماہِ محرم الحرام ان چار مہینوں میں سے ایک ہے جن کی حرمت و عظمت کو اللہ تعالیٰ نے کائنات بناتے وقت ہی لکھ دیا تھا، جن کی فضیلت قرآن و سنت میں آئی ہے، جن میں اعمالِ صالحہ کا اجر و ثواب دوگنا کر کے دیا جاتا ہے۔

نیز محرم الحرام میں یومِ عاشورہ یعنی 10 محرم الحرام بھی بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اس کے علاوہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش اس دن ہوئی، حضرت نوحؑ کی کشتی جبلِ جودی پر اس دن ہی آٹھہری، حضرت یونسؑ اسی دن مچھلی کے پیٹ سے باہر آئے، حضرت ابراہیمؑ کو آگ سے خلاصی ملی وہ یہی دن تھا، حضرت یعقوبؑ کی اسی حضرت یوسفؑ سے ملاقات ہوئی اور حضرت یوسفؑ تختِ خلافت پر دس محرم ہی کو متمکن ہوئے، حضرت موسیٰؑ نے اسی دن اپنی قوم سمیت فرعون سے نجات پائی، اور اسی دن حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے، اسی دن حضرت سلیمانؑ کو آزمائش کے بعد بادشاہت ملی اور حضرت ایوبؑ کو بھی بعد امتحان شفا اسی روز ملی، یہی وہ دن ہے جس میں حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر اُٹھایا گیا اور یہی وہ دن ہے جس میں جگر گوشۂ رسول حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے باطل سے ٹکرا کر جامِ شہادت گلے لگایا، اسی دن اس کائنات کی بساط لپیٹ کر قیامت برپا کر دی جائے گی۔

اس مہینے میں عبادت کا اور نفلی روزوں کا بڑا اجر ہے نیز صومِ عاشوراء کی فضیلت محرم الحرام کے دیگر ایام سے بڑھی ہوئی ہے، اور احادیث میں اس کے فضائل وارد ہوئے ہیں۔ لیکن تنہا دس محرم کا روزہ رکھنا مکروہ ہے کیونکہ جب یہودِ مدینہ صرف 10 محرم الحرام کا روزہ رکھتے تھے۔

پھر جب آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے اور یہ معلوم ہوا تو اس پر آپ ﷺ نے ان کی مخالفت میں مزید ایک روزہ اضافہ کرنے کا حکم دیا، یا تو 9 اور 10 محرم الحرام کا روزہ رکھ لیا جائے یا 10 اور 11 محرم کا۔

اس کے علاوہ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ صرف عاشوراء کا روزہ رکھنا گناہ ہے یہ بھی بے اصل بات ہے۔

آج کل مسلمانوں میں ماہِ محرم الحرام کے حوالے سے بہت سے غلط عقائد جڑ پکڑ چکے ہیں وہ امور جن سے اس ماہ میں گریز کرنا چاہیے وہ چند امور درج ذیل ہیں:

کالا لباس پہننا (اگر کسی عقیدے کی وجہ سے ہو) اور کالا جھنڈا لگانا۔ نحوست اور غم کا مہینہ سمجھنا۔ سوگ و تعزیہ اور ماتم کرنا۔ شربت وغیرہ کی سبیلیں لگانا، اور اس کے علاوہ دیگر من گھڑت رسموں کو اپنانا وغیرہ۔

اسلام میں انسانی نفسیات کے موضوعات

عذرا خالد

اسلام کا مقصد ایک انسان کو ایک ایسا کامل شخص بنانا ہے جو فطرتِ الہیہ کے مطابق زندگی گزارے۔ کامل شخص وہ ہے جو:

اپنے نفس پر قابو پاتا ہے، اپنی عقل کا استعمال کرے، اپنی روح کی پرورش کرے، اللہ پر ایمان رکھے، پاکیزہ اخلاقی زندگی گزارے، اور اعتدال اور توازن برقرار رکھے۔

اسلام میں انسانی نفسیات بہت اہم ہے۔ اس کے اہم موضوعات درج ذیل ہیں:

فطرت:

اسلام میں انسان فطرتِ الہیہ (اللہ کی فطرت) کے مطابق یعنی بنیادی طور پر اچھے ہیں۔ انسان میں اچھائی اور برائی دونوں اس کی فطرت میں موجود ہے۔ دین اسلام واضح کرتا ہے کہ انسانوں کا اپنے خالق کے ساتھ ایک خاص رشتہ ہے اور اس کا مقصد زمین پر اللہ کی مرضی کو پوری کرنا ہے۔

نفس:

نفس سے ہی نفسیات نکلا ہے اور نفس کا تصور اسلامی نفسیات میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ نفس ماہیت میں انسانی شخصیت کے شیطانی پہلو (خود غرضی، غصہ، اور حسد جیسی صفات) کی نمائندگی کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اسلام انسانوں کو اپنے نفس سے مقابلہ کرنے اور اللہ کی مرضی کے مطابق اس پر قابو پا کر زندگی گزارنے کے طریقے سکھاتا ہے۔

عقل:

عقل ایک قیمتی تحفہ ہے جو اللہ نے انسانوں کو عطا کیا ہے اور ہدایت دی ہے کہ اسے اچھے اور برے کے درمیان تمیز کرنے اور اللہ کی مرضی پر عمل کرنے کے لیے کیسے استعمال کرے۔ عقل انسانی شخصیت کے عقلی پہلو کی نمائندگی کرتی ہے۔

روح:

روح کو انسانی شخصیت کے روحانی پہلو کی نمائندگی کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اسلام میں روح اللہ کا ایک حصہ ہے اور یہ جسم سے الگ رہ سکتی ہے۔ روح ابدی ہے اور اسے ہی آخرت میں ہمارے دنیاوی اعمال کے بارے میں فیصلوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔

ایمان:

ایمان اللہ پر یقین اور اس کی تعلیمات اسلامی پر

عمل کرنے کی صلاحیت کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ اسلام سکھاتا ہے ایمان نجات کے لیے ضروری ہے اور یہ نیک اعمال کے ساتھ ہی پنپ سکتا ہے۔

اخلاق:

اسلام میں اخلاقیات کی بنیادی اہمیت ہے۔ دین اسلام کی اخلاقی تعلیمات میں ایمانداری، سچائی، انصاف، مہربانی، اور سخاوت وغیرہ شامل ہیں۔ ان تعلیمات پر عمل کر کے ہی ایک بہترین اخلاقی زندگی گزارنے کی کوشش کی جاسکتی ہے۔

توازن:

اسلام زندگی گزارنے کے لئے اعتدال اور توازن پر زور دیتا ہے۔ مسلمانوں کو اپنے جذبات، اپنے خیالات اور اپنے اعمال میں اعتدال اور توازن برقرار رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

یہ اسلامی نفسیات کے کچھ اہم موضوعات ہیں۔ اسلام میں انسانی نفسیات کے بارے میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ اسلام میں انسانی نفسیات کے موضوعات انسانوں (مسلمانوں اور غیر مسلم) دونوں کے لیے کامل شخصیت حاصل کرنے کا راستہ ہیں۔

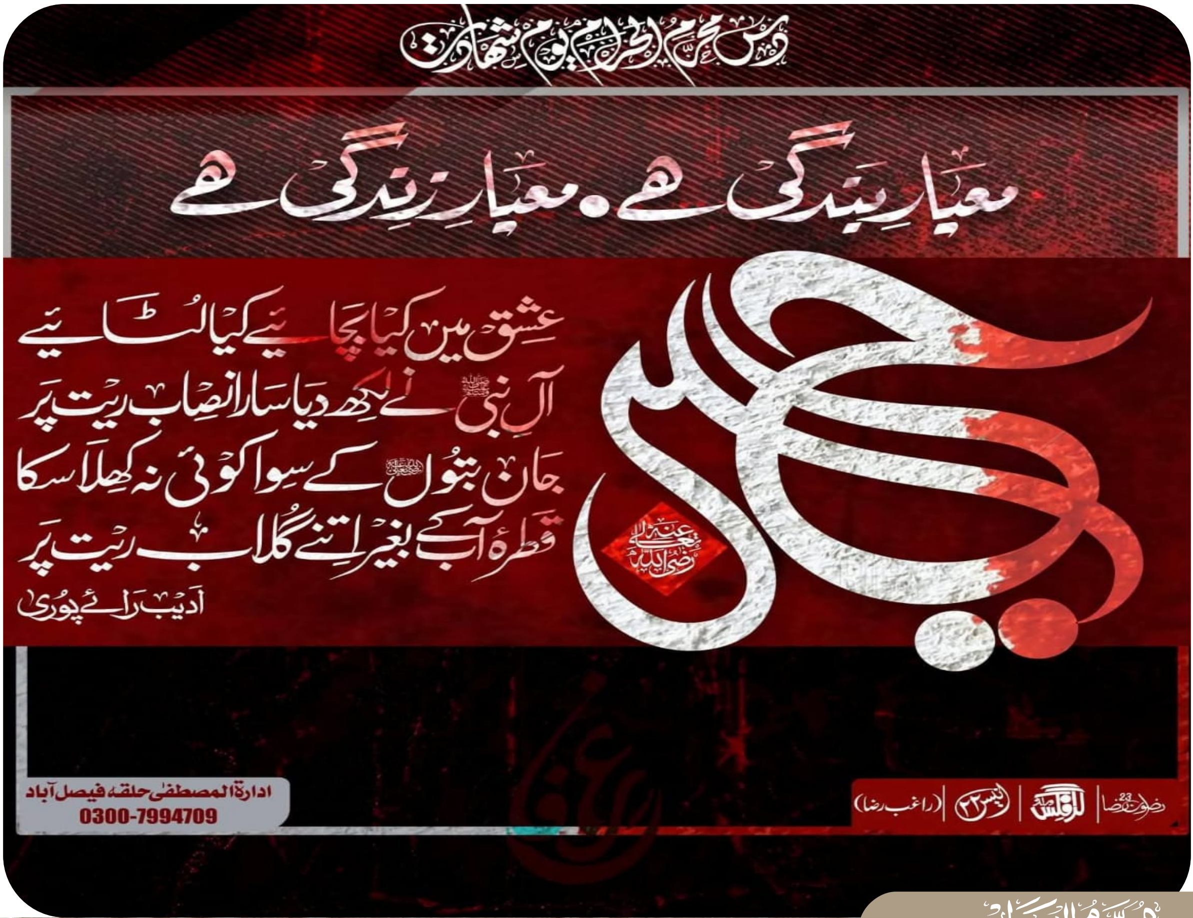

زندگی ایک دوڑ بن گئی ہے ---

آخر کیوں؟

ڈاکٹر مدیحہ

ایک لمحے کو رُک جایئے۔۔ ذرا سا سانس لیجئے۔۔ اپنے دن پر نظر دوڑایئے۔ کیا واقعی آپ جیتی جاگتی، سانس لیتی، خواب دیکھتی انسان ہیں یا ایک ایسی مشین، جس کا ہر پرزہ بس بھاگتا چلا جا رہا ہے؟ صبح سے شام، اور شام سے رات بس دوڑ، جلدی، بھاگم بھاگ۔

جلدی بچوں کو ناشتہ کروادو۔ جلدی جلدی تیار کرو۔ جلدی ہوم ورک مکمل کروادو۔ جلدی سے اپنا کام ختم کرو، پھر اگلا کام۔ جلدی، جلدی، جلدی۔۔۔

لیکن کبھی خود سے یہ سوال کیا:

آخر جلدی کیوں؟ جلدی کر کے ہم نے کرنا کیا ہے؟

اکثر خواتین کہتی ہیں:

"پہلے کی عورتیں تو بہت کچھ کر لیتی تھیں، ہمارے پاس تو وقت ہی نہیں۔"

ذرا سوچیں، پہلے کی عورتیں کون سی تھیں؟ جن کے پاس نہ واشنگ مشین تھی نہ پریشر کوکر، نہ مائیکروویو، نہ اسکول وین، کھانا لکڑیوں پر، پانی کنویں سے، بچے پانچ سات، اور ساس سسر کی خدمت الگ، شوہر سخت مزاج، تعلیم کے مواقع محدود، سفر مہینوں کا، اور آرام نایاب

لیکن آج؟

مشینی سہولتیں، چھوٹے خاندان، فوری رسائی، ٹکنالوجی، خوراک کی فراوانی۔ پھر بھی تھکن، بے چینی، جلد بازی... آخر کیوں؟

کچھ تلخ مگر اہم سوالات: کیا ہمارے ذہن میں یہ آواز مسلسل گونجتی ہے:

"جلدی کرو ورنہ کوئی اور بازی لے جائے گا"، کیا ہم نے لاشعوری طور پر یہ مان لیا ہے کہ مصروف نظر آنا ہی اصل کامیابی ہے؟، کیا کامیاب وہی ہے جو سب سے تیز دوڑتا ہے؟

کیا یہ جلدی، خود سے فرار کا طریقہ ہے؟ یا ہمیں گناہ کرنے کا وقت درکار ہے، اس لیے فرائض کو بس جلدی جلدی نمٹاتے ہیں؟

یہ سوالات تلخ ہیں۔ مگر انہی میں علاج بھی چھپا ہے۔ خود سے پوچھنے کی ہمت کیجیے۔

ذہنی سسٹم پر اثر مائنڈ سائنس کی روشنی میں۔ بار بار جلدی، ذہن کو ہمیشہ الارم موڈ میں رکھتی ہے۔ یہ حالت ہمارے ڈوپامین سسٹم کو مسلسل زیادہ متحرک رکھتی ہے، جس سے ذہن کو سکون اور تسلی کا

احساس نہیں ہوتا۔ ملٹی ٹاسکنگ دراصل پروڈکٹیوٹی نہیں، بلکہ ذہنی الجھن کو بڑھاتی ہے۔ دماغ بار بار ایک کام سے دوسرے پر چھلانگ لگا کر تھک جاتا ہے، اور "کام ختم ہو جانے کا اطمینان" کبھی آتا ہی نہیں۔

حدیثِ نبوی ﷺ: "ٹھہراؤ اللہ کی طرف سے ہے، اور جلد بازی شیطان کی طرف سے۔" (ترمذی)

ممکنہ حل:

اپنے دن میں 3 مرتبہ 5 منٹ کا "ٹھہراؤ لمحہ" رکھیں، صرف بیٹھیں، سانس لیں، اور خود سے پوچھیں:

"میں کیسا محسوس کر رہی ہوں؟"

کاموں کی فہرست کم کریں، بہتر کریں۔ ہر کام ضروری نہیں۔ کام کی کثرت سے زیادہ ارادہ اور دھیان اہم ہے۔ عبادت کو مصروفیت نہ بنائیں، ملاقات بنائیں۔ نماز، قرآن، دعا ان میں ٹھہراؤ لائیں۔ ایک ایک لفظ دل سے ادا کریں۔ اپنے لمیٹنگ بلیو لکھیں مثلاً: "میں جلدی جلدی سب کام کروں گی تو سب خوش ہو جائیں گے" یا "میری اہمیت اس میں ہے کہ میں سب کام ایک ساتھ مکمل کروں"۔

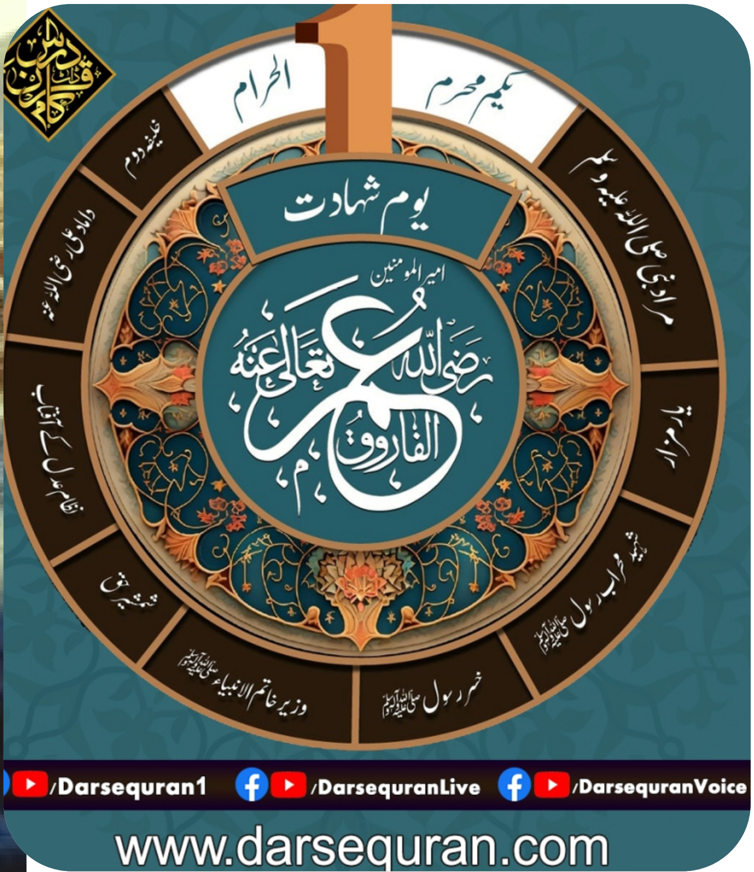

پھر انہیں تبدیل کریں:

"میں اہم ہوں۔ میرا سکون میری ذمہ داری ہے۔ میں ہر اہم کام درست وقت پر، اللہ کی مدد سے کر لیتی ہوں۔" یاد رکھیں، یہ چند عمومی رہنما اصول ہیں۔ لیکن اگر آپ کسی ذاتی مسئلے میں الجھی ہوئی ہیں، اور خود اس کا سرا نہیں پا رہیں تو مدد لیجیے۔ کبھی کبھار ایک سننے والا اور سمجھنے والا انسان ہی سب سے بڑا علاج بن جاتا ہے۔

دعا ہے اے ربِ کریم... ہمارے دلوں کی جلد بازی کو صبر میں بدل دے۔ ہمیں سکون اور قرار کی دولت عطا فرما۔ ہماری عبادات کو بوجھ نہیں، تیرا قرب بنا دے۔ اور ہماری زندگی کو اس تیزی سے نکال کر حکمت اور فہم کے راستے پر ڈال دے۔

خواتین کے مسائل

دار الإفتاء الإخلاص

دس محرم الحرام کے روزہ کی فضیلت اور روزہ رکھنے کا طریقہ (No-50)

سوال: محترم مفتی صاحب! دس محرم الحرام کے روزہ کی کیا فضیلت ہے اور اس کو رکھنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: محرم الحرام کی دسویں تاریخ جس کو عام طور پر 'عاشوراء' کہا جاتا ہے، یہ دن اللہ تعالی کی رحمت و برکت کا خصوصی طور پر حامل دن ہے، جب تک رمضان المبارک کے روزے فرض نہیں ہوئے تھے، اس وقت تک عاشوراء کا روزہ رکھنا مسلمانوں پر فرض قرار دیا گیا تھا، بعد میں جب رمضان المبارک کے روزے فرض ہو گئے، تو اس وقت عاشوراء کے روزے کی فرضیت منسوخ ہو گئی، لیکن حضور اکرم ﷺ نے عاشوراء کے دن روزہ رکھنے کو سنت اور مستحب قرار دیا ہے، ایک حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ مجھے اللہ جل شانہ کی رحمت سے یہ امید ہیکہ جو شخص عاشوراء کے دن روزہ رکھے گا، تو اس کے پچھلے ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔

(صحیح مسلم: (رقم الحدیث: 2746)

لہذا اس دن روزہ رکھنا سنت ہے، البتہ اس میں ایک مسئلہ اور بھی ہے، وہ یہ کہ حضور اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں جب بھی عاشوراء کا دن آتا، تو آپ روزہ رکھتے، لیکن وفات سے پہلے جو عاشوراء کا دن آیا تو آپ نے عاشوراء کا روزہ رکھا اور ساتھ میں یہ ارشاد فرمایا کہ دس محرم کو ہم مسلمان بھی روزہ رکھتے ہیں اور یہودی بھی روزہ رکھتے ہیں، جس کی وجہ سے ان کے ساتھ ہلکی سی مشابہت ہو جاتی ہے، لہذا اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو صرف عاشوراء کا روزہ نہیں رکھوں گا، بلکہ اس کے ساتھ ایک روزہ اور ملا کر 9 محرم یا 11 محرم کا روزہ بھی رکھوں گا، تاکہ یہودیوں کے ساتھ مشابہت ختم ہو جائے۔

(صحیح مسلم: (رقم الحدیث: 2667) لیکن اگلے سال عاشوراء کا دن آنے سے پہلے حضور اکرم ﷺ کا وصال ہو گیا اور آپ کو اس پر عمل کرنے کی نوبت نہیں آئی، لیکن چونکہ حضور ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمادی تھی، اس لیے صحابہ کرام نے عاشوراء کے روزہ میں اس بات کا اہتمام کیا اور 9 محرم یا 11 محرم کا ایک روزہ اور ملا کر رکھا، اور اس کو مستحب قرار دیا اور تنہا عاشوراء کے روزے رکھنے کو حضور اکرم ﷺ کے اس ارشاد کی روشنی میں مکروہ تنزیہی اور خلاف اولی قرار دیا، یعنی اگر کوئی شخص صرف عاشوراء کا روزہ رکھ لے، تو وہ گناہ گار نہیں ہو گا، بلکہ اس کو عاشوراء کے دن روزہ رکھنے کا ثواب ملے گا، لیکن حضور اکرم ﷺ کی خواہش دو روزے رکھنے کی تھی، اس لیے اس خواہش کی تکمیل میں بہتر یہ ہیکہ ایک روزہ اور ملا کر دو روزے رکھے جائیں۔

محرّم الحرام احترام والا مہینہ ہے (فتوی نمبر: 10713)

عاشوراء یعنی دس محرم الحرام کو اپنے گھر والوں پر کھانے پینے کے سلسلے میں وسعت وفراخی کرنے کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص عاشوراء کے دن اپنے اہل وعیال پر کھانے پینے کے سلسلے میں فراخی اور وسعت کرے گا تو اللہ تعالیٰ پورے سال اس کے رزق میں وسعت عطا فرمائیں گے۔ (شعب الایمان، حدیث نمبر: 3514)

بعض محدثین کرام نے اگرچہ اس حدیث کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے، لیکن مختلف طرق سے مروی ہونے کی وجہ سے علماء کرام نے فضائل کے باب میں اسے قابل عمل قرار دیا ہے۔

لہٰذا دس محرم کو اپنے اہل وعیال اور ملازمین وغیرہ پر عام دنوں کے مقابلے میں کھانے پینے کے معاملے میں زیادہ وسعت اور فراخی کرنا چاہیے، البتہ اسے ضروری سمجھنا درست نہیں ہے۔

دینی سوالات وجوابات ملاحظہ کرنے اور اپنے شرعی مسائل کے حل کے لیے AlikhlasOnline.Com پر مستند مفتی حضرات سے رجوع فرمائیں۔
AlikhlasOnline.Com askalikhlas@gmail.com daruliftaikhlas Darulifta Al-Ikhlas Offici

سوال: مفتی صاحب! ماہ محرّم الحرام کی دیگر مہینوں کے مقابلے میں کیا اہمیت ہے؟ نیز اگر اس کے کچھ آداب وغیرہ ہوں تو وہ بھی بتادیں۔ جزاک اللہ خیرا

جواب: محرّم کا مہینہ ان چار مہینوں میں سے ہے، جن کو اللہ تعالی نے "اشہرِ حُرُم" یعنی حرمت والے مہینے قرار دیا ہے، اور ان چار مہینوں (ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرّم اور رجب) کو دیگر مہینوں پر فضیلت دی ہے، چنانچہ سورہ توبہ میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے: حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالی کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ مہینے ہے۔ جو اللہ کی کتاب (یعنی لوح محفوظ) کے مطابق اس دن سے نافذ چلی آتی ہے جس دن اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا۔ ان (بارہ مہینوں) میں سے چار حرمت والے مہینے ہیں۔ (سورہ توبہ، آیت نمبر: 36)

ماہ محرّم الحرام اور دیگر اشہر حرم کو حرمت والا مہینہ اس لیے کہا گیا ہے، کیونکہ یہ مہینے واجب الاحترام ہیں، یعنی ان میں عبادات کا ثواب زیادہ ملتا ہے اور ان میں گناہ کرنا دوسرے مہینوں کی بنسبت زیادہ سخت گناہ شمار ہوتا ہے، خصوصاً ان مہینوں میں بھی محرم کے مہینے کو "شہر اللہ" یعنی اللہ کا مہینہ کہا گیا ہے، جس سے مزید اس مہینے کا افضل اور واجب الاحترام ہونا معلوم ہوتا ہے، لہذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ محرم الحرام کے مہینے میں اللہ تعالی کی زیادہ سے زیادہ عبادت کرے اور گناہوں، ظلم وستم اور آپس کے جھگڑوں سے بچنے کا پورا اہتمام کرے۔

جس مذہب میں صدیق نہیں، اس مذہب میں صدق نہیں
جس مذہب میں عمر نہیں، اس مذہب کی عمر نہیں

ساجدہ بتول

بڑے لوگوں کی بصیرت سے عمرواقف ہے
سبھی اسرارِ خلافت سے عمرواقف ہے

اُس کی تائید میں قرآن کی آیات آئیں
نقطۂ با کی حقیقت سے عمرواقف ہے

اُسے تسلیم دل و جاں سے مقامِ حسنین
آلِ زہرا کی طہارت سے عمرواقف ہے

سب سے پہلے کہا "تبریک" غدیرِ خُم پر
علی مولا کی ولایت سے عمرواقف ہے

رُحَماءُ کے ترَحُّم کی مثالی تصویر
اور اَشدّاءُ کی شدت سے عمرواقف ہے

اُس کے شانے پہ ہے تلوار دمِ ہجرت بھی
جادۂ عزم و عزیمت سے عمرواقف ہے

بابِ زہرا کو جلائے گا یہ ممکن ہی نہیں
تیغِ حیدر کی جلالت سے عمرواقف ہے

جانتا ہے وہ دبستانِ خلافت کے رموز
تازہ خوشبو کی نزاکت سے عمرواقف ہے

اک مچلتی ہوئی شمشیر ہے ہاتھوں میں مگر
میرے آقا کی طبیعت سے عمرواقف ہے

بغضِ حیدر لیے طیبہ کی طرف مت جانا
حق و باطل کے تفاوت سے عمرواقف ہے

کیوں نہ لہجے پہ تصرف ہو ع عمرکا فائق
اپنے شاعر کی جبلّت سے عمرواقف ہے

فائق ترابی

تبصرے

"پیام حیاء" کا عید الاضحیٰ 2025 کا شمارہ پڑھ کر دل خوش ہو گیا۔ ماشاءاللہ! درس قرآن ڈاٹ کام کی اس پیشکش نے دینی جذبے کو تازہ کر دیا۔ ہر تحریر میں اخلاص، سلیقہ اور فکری گہرائی نظر آئی۔ کلام نبوی اور کلام الٰہی احادیث و قرآنی آیات کے اقتباسات۔ اسلامی کہانیاں اور سبق آموز واقعات تاریخی و روحانی قصص جیسے حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسماعیلؑ کی قربانی کی داستان۔

رزق کے اسباب قرآن وحدیث کی روشنی میں رزق کے روحانی ومادی اسباب کا بیان۔ نصیحت آموز تحریریں خود احتسابی، عاجزی، شکر گزاری اور تقویٰ کی ترغیب۔

تعلیمی وفنی رہنمائی کورل ڈرا، اے آئی، قرآن فہمی اور درس نظامی کے حوالے سے کورسز کی تشہیر۔ خواتین کے لیے مخصوص پیغامات—معاشرتی کردار، اسلامی طرزِ زندگی، اور حجاب وحیا کے پیغامات۔ عید کے پکوان اور عید الضحیٰ سے متعلق مفید ٹپس بھی معلوماتی اور کارآمد ہیں، جن سے گھریلو خواتین اور نوجوان بچیاں ضرور فائدہ اٹھائیں گی۔ میگزین کی ترتیب، ڈیزائن، اور موضوعات کا انتخاب سب کچھ قابلِ تحسین ہے۔

زبان سادہ اور دلنشین ہے۔ دینی مواد کو احسن انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ ترتیب وتدوین مناسب ہے، ہر مضمون کے لیے واضح سٹائل اور مقصد موجود ہے۔ جدید تقاضوں کے مطابق ای لرننگ کورسز کا ذکر قابل تحسین ہے۔ اللہ تعالی اس بابرکت کاوش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور اسے نسلِ نو کی فکری وروحانی تربیت کا ذریعہ بنائے۔ آئندہ شمارے کا شدت سے انتظار رہے گا، ان شاءاللہ۔ (ابو ابراہیم)

ماشاءاللہ بہت خوبصورت میگزین ہے میں مکمل تو نہیں پڑھ سکی لیکن جتنا پڑھا بہت اچھا تھا ماشاءاللہ شامل کیے گئے مضامین بھی کمال کے تھے۔۔ اللہ تعالیٰ لکھنے والے اور ایڈیٹنگ کرنے والے ہاتھوں کو سلامت رکھے۔۔۔ آمین ثم آمین۔ اور میگزین کو بھی اللہ تعالیٰ مزید ترقی دے آمین ثم آمین (کنول تسنیم)

ذکرِ حسنین کریمین

ام رومان عبد الماجد

آج مجھے
جن عظیم ہستیوں
کے بارے میں
رب العالمین نے
قلم اٹھانے کا موقع دیا وہ
نواسہ رسول، جگر گوشہ
بتول، نوجوانانِ جنت کے سردار، حق وصداقت کے علمبردار، حضرت حسنؓ و حسینؓ ہیں۔

آپ رضوان اللہ علیہم اجمعین کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں، آپؓ نے فاتحِ خیبر، سیدنا حضرتِ علیؓ کے گھر میں آنکھ کھولی، سیدنا حسینؓ کی پیدائش ہجری ۵ شعبان کو ہوئی جب کہ سیدنا حسنؓ کی پیدائش رمضان المبارک کو ہوئی۔

آپؓ کو نبی اکرم ﷺ کے فرزند ہونے کا شرف حاصل تھا۔ آپ ﷺ کو حضرت حسنؓ و حسینؓ سے بہت پیار و محبت تھا، ان کی پیدائش پہ اپنے ہاتھوں سے شہد چٹایا اور اپنی لختِ جگر حضرت فاطمہؓ کو عقیقہ کرنے کا حکم دیا۔

آپؓ کے والد مبارک سیدنا حضرت علیؓ فرماتے ہیں: کہ سیدنا حضرت حسنؓ سینہ سے لے کر سر مبارک تک آپ ﷺ کے مشابہ تھے، جب کہ سیدنا حضرت حسینؓ قدموں سے لے کر سینہ مبارک تک آپ ﷺ کے مشابہ تھے، اور آپ ﷺ کے حسن و جمال کی عکاسی کرتے تھے۔

آپؓ اپنے وقت کے سب سے بڑے زاہد و عابد تھے۔

نبی کریم ﷺ کے ساتھ ساتھ آپ رضوان اللہ علیہم اجمعین دیگر صحابہ کرامؓ کی محبت و شفقتوں کے مرکز و محور تھے۔

جب آپ ﷺ سجدے میں ہوتے تو دونوں فرزند آپ ﷺ کے اوپر آکر بیٹھ جاتے۔

میں کیا شان لکھوں ان شہزادوں کی جن کے نانا خود دو جہانوں کے والی ہوں، جن کی والدہ محترمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں، جن کے والد محترم چوتھے خلیفہ ہوں، جن کا مقام دیکھیے کہ جن شہزادوں کا رونا سرکارِ دو عالم ﷺ کو پسند نہیں، جو جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں، جنہوں نے دو جہاں کے والی کے کندھوں پر سواری کی، جن کے بارے میں خود آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ: "دنیا اور آخرت کے دو پھول حضرت حسن و حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔"

شاعر نے کیا خوب کہا کہ:

خدا نے خود جنہیں بخشا رضا مندی کا پروانہ
انہیں پر بغض یہ ناداں گڑھا کرتے ہیں

سیرت

زینب کبریٰ بنتِ علیؓ

فرزانہ خورشید

تاریخ الاسلام کی عظیم الشان شخصیات میں سے ایک اہم شخصیت جن کے نانا سرورِ کائنات، رحمت العالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور نانی اول خاتونِ اسلام امّ المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰؓ اور والد شیرِ خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور والدہ رسولِ ﷺ خدا کی لختِ جگر خاتونِ جنت حضرت فاطمہ الزہرا بتولؓ اور بھائی جوانانِ جنت کے سردار حضرت حسنؓ اور حسینؓ اور چچا محبوبِ رسول حضرت جعفر طیّارؓ شہید موتہ اور ان کے شوہر عبداللہ بن جعفر طیّار تھے اس زمین پر مقدس گھرانے کی وہ محترم ہستی حضرت زینبؓ کبریٰ ہیں۔

آپؓ مستند روایات کے مطابق جمادی الاولیٰ ۵ ہجری میں پیدا ہوئیں۔ آپ ﷺ نے خود انکا نام زینب تجویز کیا اور اپنا لعابِ مبارک ان کے منہ میں ڈالا اپنے بھائیوں کی طرح آپؓ بھی اپنے نانا کی بے حد لاڈلی تھیں آپؓ کی کنیت امّ الحسن یا بروایت دیگر امّ کلثوم تھی۔ دل سوز واقعہِ کربلا کے بعد امّ المصائب بھی آپؓ کی کنیت مشہور ہوگئی۔

خاتونِ کربلا آپؓ کے چند مشہور القاب تھے۔

آپؓ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی ہم شبیہ تھیں۔ جب آپکی عمر چھ سال کے لگ بھگ تھی تو پہلا غم جو آپ کو ملا وہ اپنے پیارے شفیق نانا ﷺ سے جدائی تھی ربیع الاول ۱۱ ہجری آپ ﷺ کے وصال کے چھ ماہ بعد جس درد نے آپ کو مزید شکستہ حال کر ڈالا وہ اپنی پیاری ماں کی ممتا بھری شفقت سے چھ سال کی عمر میں ہمیشہ کے لئے محرومی تھی۔

آپ اپنے دونوں بھائی حسنؓ اور حسینؓ سے گھر میں سب سے چھوٹی تھیں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری بھی باقی بچوں کی طرح خود اپنے سر لی اور کچھ مدت کے بعد ان کی نگرانی کیلیۓ امّ البنین بنتِ خزام کلابیہ سے نکاح کر لیا۔

آپکی پرورش اور تربیت کا آغاز سرورِ عالم ﷺ اور والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ زہرا کی زیرِ نگرانی ہوا بعد میں اپنے والدِ ماجد جنہیں علم فصاحت و بلاغت میں عبور حاصل تھا اور ماہر خطیب تھے کی زیرِ سرپرستی میں مکمل ہوا۔ جن کہ استاد والدِ محترم عالی مرتبہ بے مثال اوصاف کا نمونہ ہو تو وہاں شاگرد کا مقام بھی کیوں نہ اعلیٰ و مثالی ہوگا۔ آپ بھی شجاعت بہادری، حق گوئی و بیباکی کی عملی تصویر تھیں۔ دراز قد چہرے مبارک پر اپنے نانا ﷺ کا جلال اور اندازِ چال ڈھال اپنے والد محترم کے مشابہ، خدمت گزار ملنسار بلند اخلاق، عفت و عصمت اور عبادات و شبِ بیداری میں اپنی والدہ حضرت فاطمہؓ کے مشابہہ تھیں۔

آپؓ جب گیارہ یا تیرا برس کو پہنچی تو آپؓ کا نکاح اپنے چچا کے بیٹے عبداللہ بن جعفرؓ سے جن کی پرورش و تربیت سرورِ رسول ﷺ نے ان کے والد کی شہادت کے بعد خود فرمائی ءسے، انجام پایا۔ آپؓ کی ازواجی زندگی ایک کامیاب خوشحال زندگی تھی اور عبداللہ بن جعفرؓ باکمال، بااخلاق ہر دلعزیز اوصاف کے مالک تھے حضرت عبداللہؓ نہایت کشادہ اور فراخ دل تھے، آپؓ بھی سخاوت و فراخدلی میں اپنے شوہر کے شایانِ شان تھیں۔

زندگی میں سب کچھ خوش باش گزر رہا تھا کہ ایک پیش آنے والے سانحہ نے انکی خوبصورت زندگی میں ہل چل کر دی آپؓ کے والد حضرت کرم علی وجہہ جو کہ کوفہ میں مستقر تھے، مسجدِ کوفہ میں قاتلانہ حملہ ہوا ۲۱ رمضان ۴۰ ہجری میں زہر آلود تلوار کے خطرناک وار سے جامِ شہادت نوش کر گئے۔

آپؓ کو اس سے سخت صدمہ پہنچا مگر یہاں سے آپ کے کرب و دکھ کی داستان بڑھتی گئی صبر کے امتحان شروع ہوئے پے درپے ملنے والے غموں کی برسات ہوگئی۔ ۴۹ یا ۵۰ ہجری میں انہیں اپنے بھائی حسنؓ کی شہادت کا ایک اور صدمہ سہنا پڑا۔ ذی الحجہ سنہ ۶۰ ہجری میں جب حضرت امام حسینؓ اپنے اہل و عیال کے ساتھ مکے سے کوفہ کے لیے روانہ ہوئے تو آپؓ اپنے دو نوخیز فرزندوں کے ساتھ اس قافلے میں شامل تھی۔ دس محرم الحرام ۶۱ ہجری کو جب المناک سانحہِ کربلا پیش آیا تو دونوں بیٹے عونؓ اور محمدؓ کو بھی دوسرے ساتھیوں کی شہادت کے بعد بھائی حسینؓ سے میدانِ جنگ میں بھیجنے کی اجازت مانگی بار بار اسرار پر اجازت ملی اور وہ دونوں بھی دلیری سے لڑے اور جامِ شہادت نوش کر گئے، بھتیجے، بھائی، سب بہادری و جوان مردی سے لڑتے لڑتے ایک ایک کر کے آپکی آنکھوں کے سامنے شہید ہوئے اپنے پیاروں کی لاشیں خون سے رنگی ہوئی سر تن سے جدا دیکھی تو شدتِ غم سے نڈھال ہوگئی غش کھا کر گر پڑتی مگر پھر بھی صبر کا دامن نہ چھوڑا اپنے بچے کُھچے خاندان کو ڈھارس دی اپنی پرزور تقاریر و خطبات سے ان کے ٹوٹے دلوں کو سمیٹا، مظبوط ڈھال بن گئیں۔

دشمنوں کے دل اپنی گرجدار تقاریر سے دہلا ڈالے کرب غصے تحقیر آمیز الفاظوں سے ان کے منہ پر طمانچے مارے کوفیوں پر سکتہ طاری ہوگیا سناٹا چھا گیا ان کی زبانیں بند ہوگئی، ہر آنکھ اشکبار ہوگئی۔ آج بھی اس بھیانک سانحے کی یاد خون کے آنسو رولاتی ہے تو وہ ہستی جن پر یہ دکھ بیتا ان کے دل کی حالت کیا ہوگی اس واقعے نے ان سے جینے کی آرزو چھین لی وہ زندہ تھیں مگر ان کی آنکھیں ہر وقت بھیگی رہتی، غم کے سائے چہرے پر چھائے رہتے، اس دن کے بعد کسی نے انھیں مسکراتے بھی نہ دیکھا اب بس ان کی ایک ہی آرزو تھی کہ وہ بھی جلد از جلد اپنے اہل و عیال اور اپنے بھائی سے جا ملیں بالا آخر انھیں دکھوں سے آزادی ملی ۶۳ ہجری میں وہ بھی اس دکھ بھری زندگی سے آزاد ہو گئیں۔ آپؓ کا مزار دمشق و قاہرہ دونوں جگہ موجود ہے۔

بچوں کی چھٹیاں۔۔۔

والدین کے لیے آزمائش نہیں، بلکہ سنہری موقع!

کلثوم فہیم

جولائی کی آمد کے ساتھ ہی گرمیوں کی چھٹیاں بھی آجاتی ہیں۔ سکولوں میں سناٹا چھا جاتا ہے مگر گھروں میں ایک نئی گہما گہمی شروع ہو جاتی ہے۔ والدین کی سب

سے بڑی شکایت یہی سننے کو ملتی ہے کہ بچے پورا دن گھر میں شور کرتے ہیں، چیزیں بکھیرتے ہیں، موبائل یا ٹی وی کے سامنے چپک جاتے ہیں، اور ان کا کوئی نظم وضبط باقی نہیں رہتا۔

مگر ہمیں یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ کیا واقعی بچوں کی چھٹیاں پریشانی کا باعث ہیں، یا ہم نے خود اس وقت کو منظم طریقے سے گزارنے کی کوئی منصوبہ بندی نہیں کی؟

یہ چھٹیاں ایک قیمتی موقع ہیں، جنہیں اگر مثبت طریقے سے استعمال کیا جائے تو یہ بچوں کی تربیت، ذہنی نشو ونما اور دینی فہم کے لیے نہایت مفید ثابت ہو سکتی ہیں۔ اس مقصد کے لیے سب سے پہلے والدین کو چاہیے کہ وہ چھٹیوں کی ایک مکمل منصوبہ بندی بنائیں۔ ہر ہفتے کا شیڈول ترتیب دیں تاکہ بچے بے مقصد نہ رہیں اور وقت کو مفید سرگرمیوں میں صرف کریں۔

ان چھٹیوں میں بچوں کو صرف آرام یا تفریح ہی نہیں چاہیے بلکہ کچھ سیکھنے اور سننے کا شوق بھی پیدا کیا جا سکتا ہے۔

والدین روزانہ تھوڑا وقت نکال کر بچوں کو انبیاء کرام علیہم السلام کے قصے سنائیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بہادری، قربانی اور سچائی پر مبنی واقعات ان کے دل و دماغ میں مثبت اثر ڈالیں گے۔ بچوں کو قرآن کی سورتیں، دعائیں اور اسلامی آداب سکھانے کا یہ بہترین وقت ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ بچوں کو تخلیقی سرگرمیوں میں بھی مصروف کریں۔ ڈرائنگ، پینٹنگ، یا سائنس کے آسان تجربات ان کی ذہنی استعداد کو بڑھاتے ہیں۔ والدین خود بھی ان سرگرمیوں میں شریک ہوں تاکہ بچے انجوائے کرتے ہوئے سیکھیں۔

مزید برآں، ہفتے میں کم از کم ایک دن سیر یا کسی

تعلیمی تفریحی مقام کی سیر ضرور کریں۔ یہ سرگرمی نہ صرف بچوں کے لیے خوشی کا باعث بنتی ہے بلکہ والدین اور بچوں کے درمیان محبت اور قربت کو بھی بڑھاتی ہے۔

اور سب سے اہم بات یہ کہ بچوں کا اسکرین ٹائم (ٹی وی، موبائل، ٹیب وغیرہ) محدود کریں۔ اگر ہم نے انہیں مثبت سرگرمیوں میں نہ لگایا تو بچے لازمی طور پر سارا وقت ٹی وی کے سامنے یا موبائل پر ضائع کریں گے۔

یاد رکھیں! تربیت تو لازمی ہے، اب یہ آپ پر ہے کہ وہ تربیت موبائل کرے یا آپ کریں۔ اگر ہم نے یہ موقع گنوا دیا تو بعد میں پچھتاوے کے سوا کچھ نہ بچے گا۔

یہ بچے آپ کا سرمایہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تربیت کی ذمہ داری آپ پر ڈالی ہے، اور قیامت کے دن ان کے بارے میں آپ سے سوال ہوگا۔ اگر ہم ان چھٹیوں کو بھی ایسے ہی ضائع کر دیں جیسے عام دنوں کو کرتے ہیں، تو وقت کی یہ نعمت ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گی۔

تو اس مرتبہ چھٹیوں کو صرف بچوں کے لیے نہیں بلکہ خود اپنے لیے بھی تربیتی موقع سمجھیں۔ اپنے بچوں کی صحیح سمت میں رہنمائی کریں، تاکہ وہ مستقبل میں آپ کے لیے صدقۂ جاریہ بنیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب والدین کو اولاد کی بہترین تربیت کی توفیق عطا فرمائے اور ان کو ہمارے لیے صدقۂ جاریہ بنائے امین۔

نسلوں کی تربیت ایسے ہوتی ہے!

گرمیوں کی چھٹیاں ہیں۔ ترک حکومت نے اس دوران 90 ہزار مساجد میں بچوں کی دینی تربیت کا بہترین پروگرام شروع کیا گیا۔ ناظرہ، حفظ، منتخب احادیث اور بنیادی دینی معلومات کے ساتھ بچوں کو بہت کچھ سکھایا گیا اور بچے بھی لاکھوں کی تعداد میں اس کورس میں شریک ہوئے۔ حکومتی دلچسپی کا اندازہ اس بات سے لگالیں کہ دوران کورس صوبائی گورنر جیسے اعلیٰ سرکاری عہدیدار مساجد آکر اساتذہ اور طلبہ کی حوصلہ افزائی کرتے رہے۔ صدر اردگان کا کہنا ہے کہ نئی نسل کو اپنی اصل (دین) کے ساتھ جوڑے بغیر تبدیلی نہیں آسکتی۔ اس کورس کے فائدے کا اندازہ اس سے لگائیں کہ استنبول کے 5 لاکھ سے زائد بچے آیا صوفیا میں ہونے والی اختتامی تقریب میں شریک ہوئے۔ باقی ملک کا خود ہی سوچیں۔

لباس ہے پھٹا ہوا ،غبار میں اٹا ہوا
تمام جسمِ نازنیں چھدا ہوا کٹا ہوا
یہ کون ذی وقار ہے بلا کا شہ سوار ہے
کہ ہے ہزاروں قاتلوں کے سامنے ڈٹا ہوا
یہ بالیقیں حسین ہے نبی کا نورِ عین ہے

یہ جسکی ایک ضرب سے ، کمالِ فنِ حرب سے
کئی شقی گرئے ہوئے تڑپ رہے ہیں کرب سے
غضب ہے تیغ دوسرا کہ ایک ایک وار پر
اٹھی صدائے الاماں زبان شرق وغرب سے
یہ بالیقیں حسین ہے نبی کانورِ عین ہے

عبا بھی تار تار ہے تو جسم بھی فگار ہے
زمین بھی تپی ہوئی ، فلک بھی شعلہ بار ہے
مگر یہ مردِ تیغ زن یہ صف شکن فلک فگن
کمالِ صبر و تن دہی سے محو کارزار ہے
یہ بالیقیں حسین ہے نبی کا نورِ عین ہے

دلاوری میں فرد ہے بڑا ہی شیر مرد ہے
کہ جسکے دبدبے سے دشمنوں کا رنگ زرد ہے
حبیبِ مصطفی ہے مجاہدِ خدا ہے یہ
جبھی تو اس کے سامنے، یہ فوج گرد گرد ہے
یہ بالیقیں حسین ہے نبی کا نورِ عین ہے

اُدھر سیاہ شام ہے ہزار انتظام ہے
اُدھر ہیں دشمنانِ دیں ادھر فقط امام ہے
مگر عجیب شان ہے غضب کی آن بان ہے
کہ جس طرف اُٹھی ہے تیغ بس خدا کا نام ہے
یہ بالیقیں حسین ہے نبی کا نورِ عین ہے

حفیظ جالندھری
پسند کردہ:ام عفان

مینگو ریسپی

عائشہ نعیم

مینگو رس ملائی

اجزاء:

خشک دودھ ایک کپ، مینگو پیوری ایک کپ، میدہ ڈیڑھ چائے کا چمچ، دودھ ایک لیٹر، بیکنگ پاؤڈر ایک چائے کا چمچ، تیل یا گھی ایک کھانے کا چمچ، کنڈینسڈ ملک ایک تہائی ٹن، انڈا ایک عدد، ہری الائچی چار عدد، بادام اور پستہ حسب ضرورت۔

ترکیب

ایک ساس پین میں دودھ کو اُبال لیں اور کچھ دیر الائچی اور کنڈینسڈ ملک کے ساتھ بھی پکنے دیں۔ خشک دودھ، میدے اور بیکنگ پاؤڈر کو چھان کر اس میں تیل شامل کر دیں۔ انڈے کو پھینٹ لیں اور پاؤڈر ملک میں ڈال کر ڈو گوندھ لیں۔ پھر چھوٹے سائز کے بالز بنا لیں۔ اب ان بالز کو ابلتے ہوئے دودھ میں ڈال کر کبھی آنچ کو تیز اور کبھی کم کریں۔ آنچ تیز اور کم کرنے والے طریقہ کار کو کچھ دیر تک دہرائیں۔ پھر چولہے سے ہٹا کر اس میں مینگو پیوری احتیاط سے شامل کریں۔ (تاکہ رسملائی ٹوٹ نہ جائے)۔ فریج میں ٹھنڈا کر لیں، بادام اور پستہ سے گارنش کر کے سرو کریں۔

آم آئسکریم

اشیاء:

دودھ ایک کلو، بالائی ایک چھٹانک، کسٹرڈ پاؤڈر دو ٹیبل اسپون، مکھن ایک چھٹانک، چینی حسب پسند، آم (اچھی قسم) ایک پاؤ۔

ترکیب:

ایک دیگچی میں دودھ ڈال کر چولہے پر رکھ دیں۔ اسے پکنے دیں۔ جب دودھ پک پک کر تین پاؤ رہ جائے تو حسب پسند چینی ملا دیں۔ کسٹرڈ پاؤڈر کو تھوڑے سے ٹھنڈے دودھ میں حل کر کے دیگچی میں تھوڑا تھوڑا کر کے ڈالیں اور ساتھ چمچہ ہلاتے رہیں تا کہ گٹھلی نہ بن جائے۔ کسٹرڈ پاؤڈر ڈالنے کے بعد مکھن ڈال دیں۔ اچھی طرح چمچہ چلا کر دیگچی نیچے اتار لیں اور ٹھنڈا ہونے کے لئے ہوا میں یا کسی ٹھنڈی جگہ پر رکھ دیں۔ آم دھو کر کاٹ لیں گودے کے چھوٹے ٹکڑے کاٹ کر انڈہ پھینٹنے والی مشین سے ہاتھ سے مسل کر چمچہ کی مدد سے خوب پھینٹیں۔ دودھ ٹھنڈا ہونے پر گودا اس میں ملا دیں۔ بالائی بھی پھینٹ کر ڈال دیں۔ اب مدھانی سے اس آمیزے کو خوب پھینٹیں اور آئس کریم بنانے والی مشین کے ڈبے میں ڈال کر آئس کریم تیار کریں۔ ریفریجریٹر میں بنانا ہو تو آمیزہ سانچے میں ڈال کر آئس کریم تیار کر لیں۔

ریفریجریٹر میں آئس کریم بنانی ہو تو دودھ تیار کر کے سانچے میں ڈالیں اور آئس بکس میں رکھ دیں۔ ریفریجریٹر میں تقریباً چار گھنٹے بعد آئس کریم جم جاتی ہے۔